السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آجکل جو دوکاندار بازار سے چیزیں خرید کر محلہ کی دوکانوں میں فروخت کرتے ہیں۔ اس طریقہ پر کے بازار منڈی سے سستا لیتے ہیں۔ اور اپنی دوکان پر مہنگا بیچتے ہیں۔ مثلا بازار سے دس سیر چیز خرید کر دوکان پر آٹھ سیر فی روپیہ بیچتے ہیں۔ اور اس چیز کا نرخ بازار میں دس سیر فی روپے ہے اس حالت میں ان کا بازار کے نرخ سے نقدی پر کم دینا جائز ہے۔ یا سود ہے۔ ہر دو مسائل کا جواب تسلی بخش عنایت فرمایئں۔ ؟

اس طرح زید کا ایک دوکاندار ہے۔ گندم کا نرخ بازار میں 20 سیر فی روپیہ نقد ہے۔ مگر جب بکر زید سے نقد گندم لینے آتا ہے۔ تو زید اس کو پورے بیس سیر گندم دیتا ہے۔ اور جب بکر اس سے ادھار گندم لینے آتا ہے۔ تو فی روپیہ ادھار پر سولہ گندم دیتا ہے تو یہ چار سیر کی کمی سود ہوگی کہ نہیں ؟ (غلام محمد ڈار گوجرانوالہ)

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دونوں صورتیں جائز ہیں۔ نیل الاوطار جلد 5۔ 12۔ ملاحظہ ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ بھاؤ بتلانے میں دغا نہ کرے۔ بلکہ صاف بتائے۔ یعنی یو نہ کہے کہ منڈی میں یہ بھاؤ ہے بلکہ صاف کہے کہ میں یہ بھاؤ دوں گا۔ خریدار کی مرضی ہو (لے یا نہ لے۔ (19 فروری 1915ء

## تشریح

ایسی بیع جائز ہے۔ لعموم الادلة القاضیة بجوازه لقوله تعالى وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَوا وقوله تعالى يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَاتَأْكُلُوا أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وغیر ذلک من النصوص قال فی النیل ص 13 جلد 5

وہو امذہب الشافعیة والحنفیة والجمہور الخ ومن قال یحرم بیع الشئ باکثر من سعر یومه لاجل النساء تمسک بحدیث ابی ہریرة مرفوعا من باع بیعتین فی بیعة فله اوکسہا اوالربوا رواہ ابو داود وفی ان اسنادہ محمد بن عمرو بن علقمة قال فی النیل ص 12 جلد 5

وقد تکلم فیه غیر واحد قال المنذري والمشہور عنه من روایه الدراوردي ومحمد بن عبد اللہ الانصاري انه صلی اللہ علیه وسلم نہی عن بیعتین فی بیعة قال ص 13 ج 5 ولا حجة فیه علی علی المطلوب ولو سلمنا ان تلک الروایه التی تفرد بہا ذالک الراوي صالحة للاحتجاج لکان احتمالہا لتفسیر خارج من محل النزاع کما سلف ص 12 ج 5 عن بن رسلان راو خوان یسلفه دینارا فی قفیز حنطة الی شہر فلما حل الاجل طلبه بالحنطة قال یعنی القفیز الذي لک علی الی شہرین بقفیزین فصار ذلک بیعتین فی بیعة لان البیع الثانی قد دخل علی الاول فیر دالیه اوکسہما وہو الاول کذا فی شرح السنن لابن رسلار قادحا فی الاستدلال بہا علی المتنازع فیه علی ان غایة ما فیہا الدلالة علی المنع من البیع اذا وقع علی ہذہ الصورة وہی ان یقول نقدا کذا ونسة بکذا لا اذا قال من اول الامر نسیة بکذا فقط وکان اکثر من سعر یومه مع ان المتمسکین بہذہ الروایة یمنعون من ہذہ الصورة ولا یدل الحدیث علی ذلک فالدلیل اخص من الدعوي وقد جمعنا رسالة فی ہذہ المسئلة وسمینا ہا شفاء الغلل فی حکم زیادة الثمن لمجرد الاجل وحققنا ہا تحقیقا لم نسبق الیه واللہ اعلم بالصواب (محمد عبد اللہ) سید محمد نزیر حسین (فتاوی نزیریہ جلد 3 صفحہ 1۔2) (فتاوی ثنائیہ جلد 2 صفحہ 394۔ 395

[فتاویٰ علمائے حدیث]

**جلد 14 ص 113**

**محدث فتویٰ**